آس پاس میں دوسرے آدمی کی چیز کونقصان پہنچتا ہے،تو یہ ضرر حرام ہے اور ایسے شخص پر تاوان لگے گا۔

(۲) کوئی شخص اپنی ملکیتی چیز میں ایسی ایسی ایجادات اور کام کرتے ہیں جس سے دوسرے آدمی کی املاک کو نقصان ہوتا ہے۔مثلاً کوئی آدمی اپنے گھر میں ایسی بدبودار چیز رکھتا ہے،جس سے پڑوسی اپنے گھر میں بیٹھ نہیں سکتے یا اپنے باغ کے اندر کوئی کھدائی یا ہلانے والا کام کرتا ہو جس سے دوسرے کی املاک کونقصان پہنچتا ہے۔ایسی صورت میں بھی راجح قول کے مطابق ضامن ہے چونکہ یہ بھی ضرر ہے۔

(۳) کوئی شخص اپنے ملکیتی رقبے میں ایسے ایسے درخت لگاتے ہیں جس سے دوسرے آدمی کی املاک یا فصل میں کمی یا خرابی کا خدشہ ہوتا ہے،تو یہ بھی حرام ہے۔اسی طرح کے تمام نظائر جوان صورتوں کے تحت داخل ہوتے ہوں' زیردرس حدیث کی رو سے حرام ہے۔

بہرحال دین اسلام کے ان تمام اصولوں پر چلنا ہر مسلمان کے لئے ازبس ضروری ہے اوران میں ہر ایک کی فلاح وکامیابی مضمر ہے۔اللہ پاک ہمیں اسلام کے تمام اصولوں پر پابندی سے عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔آمین

☆☆☆☆☆

سات برس کا مقدمہ گیارہ روز میں

شکاگو میں دو مسلمانوں کے درمیان کاروباری شراکت کے حوالے سے ایک مقدمہ سات برس تک عدالتوں میں چلتا رہا اور ہزاروں ڈالر خرچ ہونے کے باوجود کسی نتیجے پر نہ پہنچے، تو متعلقہ عدالت نے وہ کیس (شریعت بورڈ آف امریکہ) کے پاس بھجوادیا،جس کا فیصلہ اس نے کسی بھی قسم کے خرچہ اور فیس کے بغیر صرف گیارہ روز میں کردیا۔جس پر دونوں فریق مطمئن ہیں اور متعلقہ عدالت نے بھی اسی فیصلے پر اتفاق کیا ہے۔

(کلمہ حق: ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ 08)

☆☆☆☆☆

زاویا (ریڈیو نیوز) لیبیا میں محـمـد نام کے حامل **20,000** افراد نے ایک جگہ جمع ہونے کا نیا عالمی ریکارڈ قائم کردیا،ان تمام لوگوں میں قدرے مشترک بات یہ تھی کہ ان تمام افراد کا نام **محمد** تھا۔

(نورالحبیب،ستمبر 08،بحوالہ نوائے وقت لاہور 2اگست 08)

عقیدہ توحید :20

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی

قبروں کی مجاورت

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں: ''مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو کہتے ہیں جو کہ قبر کا انتظام رکھے۔ کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام ؓ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ مسلمانوں کی ماں حضور ﷺ کی قبر انور کی منتظم اور چابی والی تھیں۔ جب صحابہ کرام ؓ کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے۔ دیکھیے: مشکوٰۃ شریف''

لیجئے! ہم نے مشکوٰۃ المصابیح شریف دیکھ لی اور مشکوٰۃ میں جہاں سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ اصل کتاب بھی دیکھ لی۔ مگر مفتی صاحب کے اس غلط اور بے بنیاد دعویٰ کی دلیل وہاں نہ مل سکی۔ روایت ملاحظہ کریں:

عن القاسمؒ قال:'' دخلت علی عائشةؓ فقلت یا أمی اکشفی لی عن قبر النبی ﷺ وصاحبیه فکشفت لی عن ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء''

[أبوداؤد ۔ الجنائزباب فی تسویة القبر، السنن الکبریٰ للبیهقی ٤/٣، مصنف عبدالرزاق ٣/ ٥٠٣، و زاد الحاکمؒ:'' فرأیت رسول الله ﷺ مقدما و أبابکر ؓ رأسه بین کتفی النبی ﷺ وعمر ؓ رأسه عند رجلی النبی ﷺ '' المستدرک کتاب الجنائز وقال:صحیح الإسناد و ضعفه الألبانیؒ]

قاسمؒ بن محمد (بن ابی بکر ؓ) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہا: ''اماں مجھے نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھائیے، تو انہوں نے مجھے تین قبریں دکھائیں جو نہ زمین سے بلند تھیں نہ بالکل ہموار اور ان پر میدان بطحاء کی سرخ بجری بچھی ہوئی تھی۔'' امام حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے: ''میں نے رسول اللہ ﷺ (کی قبر) کو آگے دیکھا اور ابو بکر ؓ کے سر کو نبی ﷺ کے کندھوں کی سیدھ میں اور عمر ؓ کے سر کو نبی ﷺ کے قدموں کے متوازی پایا۔''

تابعی قاسمؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا اور نوعمر۔ انہوں نے اپنی پھوپھی سے ان مبارک قبروں کو

دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو انہیں تینوں قبریں دکھادیں۔ اس روایت میں کہیں چابی کا ذکر ہے نہ یہ بیان کہ حضرات صحابہ کرام ﷺ کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے کھلوا کر زیارت کرتے تھے۔

حضرات صحابہ کرام ﷺ کو ان قبروں کی شناخت کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ انہوں نے تو اپنے ہاتھوں سے ان بزرگوں کو سپرد خاک کیا تھا۔ البتہ تابعین کو ان قبروں کو دیکھنے اور پہچاننے کا شوق تھا۔ اور ہر مسلمان کو یہ شوق ہونا چاہیے قاسم بن محمدؒ نے اپنا شوق پورا کیا۔ لیکن اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان قبروں کا ''مجاور'' باور کرانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ العیاذ باللہ

نماز جنازہ کے بعد دعا

کسی فوت شدہ مسلمان کو اس کے عزیز واقارب اور دوست احباب جو بہترین تحفہ بھیج سکتے ہیں اور اس کے ساتھ جو حسن سلوک کر سکتے ہیں وہ اس کے حق میں دعائے خیر کرنا ہے۔ انفرادی طور پر جس وقت چاہے تازیست اس کے لیے دعا کریں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایسی دعاؤں پر مشتمل آیات اور احادیث سے اس کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ ﴿من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها﴾ [النساء: ٨٥] عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ اس آیت میں شفاعت سے مراد میت کیلئے مغفرت کی دعا ہے۔ [جزء الدعاء للطبرانیؒ: باب فضل الدعاء للميت]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية أوعلم نافع أو ولد صالح يدعو له'' ''انسان کی موت پر اس کے عمل کا سلسلہ کٹ جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، نفع بخش علم یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا گو ہوں۔'' [مسلم : كتاب البر باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد موته ، مسند احمد عن أبي هريرة ﷺ ، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٦/ ٢٧٨ ،الكبرىٰ للنسائي ٤/ ١٠٩ ، مستخرج أبي عوانة ، مسند أبي يعلى الموصلي ، معرفة السنن والآثار للبيهقي كتاب الوصية باب صدقة الحي عن الميت] لیکن بصورت اجتماع میت کے لیے دعا کا ثبوت صرف نماز جنازہ کی صورت میں اور قبر پر ''تلقین شرعی'' کی شکل میں ہے۔☆

☆**تلقین میت کی حدیث اور اس کی اسنادی حیثیت**: سعید بن عبداللہ الاودیؒ: میں ابوامامہ ﷺ کے سانحہ ارتحال کے وقت حاضر تھا۔ انہوں نے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ میری موت کے بعد میرے ساتھ وہ معاملہ کرو جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ: =

اس کے علاوہ جہاں شریعت نے اجتماعی صورت میں دعا کا طریقہ نہیں بتلایا وہ درست نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ، حضرات صحابہ کرام ﷺ، تابعینؒ اور اتباع تابعینؒ نے ایک دو نہیں سینکڑوں، ہزاروں جنازے پڑھائے۔ مگر کسی سے یہ ثابت نہیں کہ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد اجتماعی شکل میں دعا مانگی ہو۔

میت کے لیے مطلق دعا سے کھینچا تانی کر کے اجتماعی قسم کی دعا ثابت کرنے کی کوشش افسوسناک مغالطہ اور قلت تدبر کا حیرت انگیز مظاہرہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہائے احنافؒ ۔کثر اللّٰہ سوادھم۔نے نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے سے منع کیا ہے اور اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام ابو بکر بن حامدؒ : '' إن الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ مکروہ .''

شمس الائمۃ حلوانیؒ : لایقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ ''

طاہر بن احمد البخاریؒ:'' لایقوم بالدعاء فی قراء ۃ القرآن لاجل المیت بعد صلاۃ الجنازۃ وقبلھا ''

= جب تم میں سے کوئی مسلمان بھائی مرجائے پھر تم اس کی قبر پر مٹی ڈال کر ہموار کر چکو تو ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے: ''یا فلان ابن فلانۃ......اذکر ماخرجت علیہ من الدنیا: شھادۃ أن لآ إلٰہ إلا اللّٰہ وأن محمدا عبدہ ورسولہ وأنک رضیت باللّٰہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وبا لقرآن إماما'' اس پر منکر اور نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کہتے ہیں: ہمیں چلے جانا چاہئے، ہم ایسے شخص کے پاس نہیں رہیں گے جسے اُس کی دلیل پڑھادی گئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان دونوں کے مقابلے میں اُس کی طرف سے حجت پیش کرنے والا ہوگا۔'' یہ سن کر ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اس (میت) کی ماں کا پتہ نہ چلے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو حواء کی طرف ہی نسبت کرے: اے فلان ولد حواء۔'' [المعجم الکبیر للطبرانی]

اس حدیث کو امام نوویؒ، ابن الصلاحؒ، عراقیؒ، ابن القیمؒ سب نے بالاتفاق **ضعیف** کہا ہے۔[المجموع ٥/ ٣٠٤، تخریج إحیاء علوم الدین ٤/ ٤٢٠، زاد المعاد ١/ ٢٠٦] صنعانیؒ: یہ بالکل ضعیف ہے اور اس پر عمل کرنا ''**بدعت**'' ہے۔[سبل السلام ٢/ ١٦١] البانیؒ: یہ حدیث **منکر** ضرور ہے، اگر موضوع نہ ہو۔[سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ح: ٥٩٩]

ہاں اس موقع پر **مغفرت اور ثابت قدمی کی دعا** ثابت ہے۔حضرت عثمان غنی ﷺ کہتے ہیں کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو نبی پاک ﷺ قبر کے پاس کھڑے ہوکر فرماتے تھے: ''**استغفِروا لأخیکم وسلوا اللّٰہ لہ بالتثبیت فإنہ الآن یسأل** '' ''اپنے بھائی کیلئے مغفرت اور ثابت قدمی کی دعا مانگو، بیشک ابھی اُس سے سوال ہونے والا ہے۔'' [**أبوداؤد الجنائز باب الاستغفار عند القبر للمیت** ، صححہ الحاکم ١/ ٣٧٠ ، معرفۃ السنن والآثار للبیھقی ٤/ ٥٦، وصححہ النوویؒ والألبانیؒ](**ابو محمد**)